❇️ ملحد کے اعتراض

"اللّٰہ نے ہم سے پوچھے بغیر پیدا کیا"

❇️ کا جواب

مرتب حافظ خادم حسین نورانی

📌 اعتراض

ملحد کہتا ہے:

"اللہ نے ہمیں ہماری مرضی کے بغیر پیدا کیا ہے، لہٰذا اب ہمارا مرضی ہے کہ ہم اسے مانیں یا نہ مانیں۔"

📖 جواب

یہ اعتراض سراسر تضاد (Contradiction) پر مبنی ہے۔ کیونکہ:

1. جب یہ کہا جاتا ہے کہ "اللہ نے ہمیں پیدا کیا" تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ پیدائش سے پہلے ہم موجود نہ تھے۔

2. اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ "ہم سے بغیر پوچھے" تو اس کا مطلب یہ لیا جا رہا ہے کہ ہم پہلے سے موجود تھے۔

3. اب ایک ہی جملے میں یہ دعویٰ کرنا کہ ہم موجود بھی تھے اور موجود نہ بھی تھے — یہ سراسر تضاد ہے، اور تضاد باطل ہوتا ہے۔

🌷 ایک سادہ مثال

یہ اعتراض ایسا ہی ہے
جیسے کوئی بیٹا اپنے والد
سے کہے:
"آپ نے امی سے مجھ سے
پوچھے بغیر شادی کی، اور
پھر مجھے پیدا کیا، اس

لیے اب میری مرضی ہے کہ آپ کو والد مانوں یا نہ مانوں۔"

🔷 حقیقت یہ ہے کہ جب والدین نے شادی کی تھی، تب وہ بچہ وجود میں ہی نہیں آیا تھا۔

🔷 تو جب وہ موجود ہی

نہیں تھا تو اس سے
پوچھنے کا سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے
جب ہمیں پیدا فرمایا، اس
وقت ہم موجود ہی نہ تھے۔
تو "پوچھنے" کا تصور ہی
باطل ہو گیا۔

📜 قرآنی دلائل

1. وجود سے پہلے انسان کچھ نہ تھا

"هَلْ أَتَىٰ عَلَى الْإِنسَانِ حِينٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُن شَيْئًا مَّذْكُورًا"

(سورة الدھر: 1)

ترجمہ: "کیا انسان پر ایک وقت ایسا نہیں گزرا جب وہ کوئی قابلِ ذکر چیز نہ تھا؟"

یعنی انسان پہلے بالکل معدوم تھا، پھر اللہ تعالیٰ

نے اسے وجود عطا فرمایا۔

---

2. اللہ ہی خالقِ حقیقی ہے

"اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ"

(الزمر: 62)

ترجمہ: "اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے۔"

جب خالق وہی ہے تو مخلوق سے پیدائش سے پہلے رائے لینا ہی ناممکن ہے۔

---

3. اللہ نے انسان کو آزمایش کے لئے پیدا کیا

"الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا"

(الملک: 2)

ترجمہ: "جس نے موت اور زندگی کو اس لیے پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزما کر

دیکھے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔"

یہ آیت بتاتی ہے کہ انسان کو مقصد کے ساتھ پیدا کیا گیا، نہ کہ اس کی مرضی پر کہ وہ وجود چاہتا تھا یا نہیں۔

---

4. اللہ نے ارواح سے عہد لیا

"وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِن بَنِي آدَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ شَهِدْنَا"

(الأعراف: 172)

ترجمہ: "اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ بنایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے کہا: کیوں نہیں، ہم گواہ ہیں۔"

یہاں واضح ہے کہ اللہ نے انسان کو مقصد اور ہدایت کے ساتھ پیدا کیا، نہ کہ یوں ہی بغیر علم و شعور کے۔

🌸 حدیث سے دلیل

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"إن اللّٰه إذا خلق العبد
للجنة استعمله بعمل أهل
الجنة حتى يموت على عمل
من أعمال أهل الجنة
فيدخل به الجنة"

(صحيح بخارى)

ترجمہ: "جب اللہ کسی
بندے کو جنت کے لئے پیدا
کرتا ہے تو اسے اہلِ جنت کے
اعمال کرنے کی توفیق دیتا
ہے یہاں تک کہ وہ انہی
اعمال پر فوت ہو اور اسی
کے بدلے جنت میں داخل
کیا جائے۔"

یہ حدیث واضح کرتی ہے کہ تخلیق اللہ کے اختیار سے ہے، بندے کے اختیار سے نہیں۔

🎆 نتیجہ

➖ اعتراض تضاد پر مبنی ہے، اس لئے باطل ہے۔

- پیدائش سے پہلے وجود ہی نہ تھا تو پوچھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔
- قرآن و حدیث واضح کرتے ہیں کہ انسان کو اللّٰہ نے اپنی حکمت سے پیدا کیا اور اسے مقصدِ حیات (عبادت و آزمائش) دیا۔

اشکال نمبر 1

---حضرت صاحب جب اللہ توفیق ہی نہ دے بندے کو نیکی کرنے کی کیونکہ جو جنت میں جانے والے تھے ان کو علیحدہ کر دیا تھا اور جو دوزخ میں جانے والے تھے ان کو علیحدہ کر

دیا تھا
الست بربکم قالوا بلی
کے عہد میں
دوزخ والے علیحدہ کھڑے
تھے
اور جنت والے علیحدہ
کھڑے تھے

تو پھر بندے کا کیا قصور ہے
جب کہ اللہ نے توفیق ہی نہ دی ہو کسی کو
تو پھر بندے کیلئے دوزخ کی سزا کیسے ٹھیک ہو سکتی ہے؟

اس اشکال کا ازالہ

1. تقدیر کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے ازل میں سب کچھ لکھ دیا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندے کو مجبور کر دیا گیا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللّٰہ تعالیٰ کو پہلے ہی معلوم ہے کہ بندہ کیا کرے گا، نہ یہ کہ اللّٰہ نے بندے کو زبردستی مجبور کر دیا۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج 2، ص 118)

یعنی اللہ کا علم بندے کے عمل کے پیچھے چل رہا ہے، نہ کہ عمل پر جبر کر رہا ہے۔

---

2. ہدایت اور توفیق

قرآن میں ہے:

"يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَيُضِلُّ مَن يَشَاءُ"

(اللہ جسے چاہے ہدایت دے
اور جسے چاہے گمراہ کرے)
(النحل: 93)

اہلِ سنت کے نزدیک اس کا
مطلب یہ ہے کہ:

اللہ جس کے دل میں طلبِ
حق دیکھتا ہے، اس پر

ہدایت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور جو ضد، کفر اور سرکشی کرتا ہے، اس پر ہدایت بند کر دیتا ہے۔

یعنی اصل بنیاد انسان کی نیت اور طلب ہے۔

---

3. بندے کی ذمہ داری

قرآن میں صاف ہے:

"وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ"

(اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) (فصلت: 46)

اگر اللہ کسی کو توفیق نہ دیتا تو پھر حساب لینا ظلم ہوتا، لیکن اللہ کبھی ظلم نہیں کرتا۔

بندے کے سامنے دونوں راستے رکھے گئے ہیں:

"فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا"

(اللہ نے نفس کو فجور بھی بتایا اور تقویٰ بھی)
(الشمس: 8)

---

4. مثال سے سمجھیں

یوں سمجھئے جیسے امتحان کا پرچہ ہے:

استاد کو پہلے سے معلوم ہے کہ فلاں طالب علم پاس ہوگا اور فلاں فیل ہوگا۔

لیکن 1. تقدیر کا مطلب

اللہ تعالیٰ نے ازل میں سب کچھ لکھ دیا ہے، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ بندے کو مجبور کر دیا گیا ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد
رضا خان علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں:

"تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ
اللّٰہ تعالیٰ کو پہلے ہی
معلوم ہے کہ بندہ کیا کرے
گا، نہ یہ کہ اللّٰہ نے بندے

کو زبردستی مجبور کر دیا۔"

(فتاویٰ رضویہ، ج 2، ص 118)

یعنی اللہ کا علم بندے کے عمل کے پیچھے چل رہا ہے، نہ کہ عمل پر جبر کر رہا ہے۔

---

2. ہدایت اور توفیق

قرآن میں ہے:

"يَهْدِی مَن يَشَاءُ وَيُضِلُّ مَن يَشَاءُ"

(اللّٰہ جسے چاہے ہدایت دے اور جسے چاہے گمراہ کرے) (النحل: 93)

اہلِ سنت کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ:

اللّٰہ جس کے دل میں طلبِ حق دیکھتا ہے، اس پر ہدایت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

اور جو ضد، کفر اور سرکشی کرتا ہے، اس پر

ہدایت بند کر دیتا ہے۔

یعنی اصل بنیاد انسان کی نیت اور طلب ہے۔

---

3. بندے کی ذمہ داری

قرآن میں صاف ہے:

"وَمَا رَبُّکَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ"

(اور تیرا رب بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں) (فصلت: 46)

اگر اللہ کسی کو توفیق نہ دیتا تو پھر حساب لینا ظلم ہوتا، لیکن اللہ کبھی ظلم نہیں کرتا۔

بندے کے سامنے دونوں راستے رکھے گئے ہیں:

"فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا"

(اللہ نے نفس کو فجور بھی بتایا اور تقویٰ بھی)
(الشمس: 8)

---

4. مثال سے سمجھیں

یوں سمجھئے جیسے
امتحان کا پرچہ ہے:

استاد کو پہلے سے معلوم ہے
کہ فلاں طالب علم پاس
ہوگا اور فلاں فیل ہوگا۔

لیکن استاد کا علم مجبور
نہیں کرتا، اصل فیصلہ

طالب علم کی محنت پر ہوتا ہے۔

اسی طرح اللّٰہ کا علم اَزلی ہے، مگر بندہ اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

---

5. جنتی اور دوزخی

یہ بات حدیث میں آئی ہے کہ:

"كُلُّكُمْ يَسَّرَ لِمَا خُلِقَ لَهُ"

(تم میں سے ہر ایک کے لئے وہی آسان کیا گیا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے) (بخاری و مسلم)

علمائے اہلِ سنت فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے:

جو نیکی چاہتا ہے اللّٰہ اس کے لئے نیکی آسان کر دیتا ہے۔

جو بدی چاہتا ہے اللّٰہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا

ہے۔

✅ خلاصہ:

اللّٰہ تعالیٰ بندے پر ظلم نہیں کرتا۔ ہدایت کی طلب اور نیکی کی چاہ بندے کے دل سے اٹھتی ہے، پھر اللّٰہ اس کو توفیق عطا کرتا ہے۔

اگر بندہ خود ضد اور
گمراہی کا راستہ اختیار
کرے تو پھر اللہ ہدایت
روک لیتا ہے۔ اس لئے جنت
یا دوزخ کا فیصلہ دراصل
بندے کے اپنے اعمال سے
ہوتا ہے، اللہ کا علم صرف
اس پر مطلع ہے، مجبور
نہیں کرتا۔ کا علم مجبور

نہیں کرتا، اصل فیصلہ طالب علم کی محنت پر ہوتا ہے۔

اسی طرح اللہ کا علم اَزلی ہے، مگر بندہ اپنے عمل کا خود ذمہ دار ہے۔

---

5. جنتی اور دوزخی

یہ بات حدیث میں آئی ہے کہ:

"كُلُّكُمْ يَسَّرَ لِمَا خُلِقَ لَهُ"

(تم میں سے ہر ایک کے لئے وہی آسان کیا گیا ہے جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے) (بخاری و مسلم)

علمائے اہلِ سنت فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے:

جو نیکی چاہتا ہے اللہ اس کے لئے نیکی آسان کر دیتا ہے۔

جو بدی چاہتا ہے اللہ اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا

ہے۔

✅ خلاصہ:

اللّٰہ تعالیٰ بندے پر ظلم نہیں کرتا۔ ہدایت کی طلب اور نیکی کی چاہ بندے کے دل سے اٹھتی ہے، پھر اللّٰہ اس کو توفیق عطا کرتا ہے۔

اگر بندہ خود ضد اور
گمراہی کا راستہ اختیار
کرے تو پھر اللّٰہ ہدایت
روک لیتا ہے۔ اس لئے جنت
یا دوزخ کا فیصلہ دراصل
بندے کے اپنے اعمال سے
ہوتا ہے، اللّٰہ کا علم صرف
اس پر مطلع ہے، مجبور
نہیں کرتا۔

💠 واللہ اعلم بالصواب 💠

خادم خدام العلماء

✍️ حافظ خادم حسین نورانی

🏫 بانی نورانی ادارہ تعلیم القرآن